تذکرہ

مولانا الحاج تراب علی لکھنوی رح (م ۱۲۸۱ھ)

جناب مولانا محمد ارشد اعظمی صاحب فاضل مدرسہ وصیۃ العلوم ۔ الہ آباد

"تیرہویں صدی کی مایۂ ناز علمی شخصیت اور عبقری صلاحیت کے مالک، صاحبِ درس وتدریس اور لاتعداد کتابوں کے مصنف، بیشمار تلامذہ کے استاذ کے زندگی کے حالات تحقیق وتدقیق کے آئینے میں (اعظمی)

---

(۱) نسب گرامی ونام نامی | نام "تراب علی" اور کنیت ابو البرکات ولقب رکن الدین ہے، نسب اس طرح ہے مولانا الحاج شیخ تراب علی بن شیخ شجاعت علی بن مفتی فقیہہ الدین بن مفتی محمد دولت الخ آخر میں آپ کا سلسلہ مشہور ومعروف بدری صحابی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے، لہ مولانا تراب علی رح کے اجداد کرام یمن کے باشندے تھے لہ ہندوستان میں درود مسعود کب ہوا تاریخ اس کی صراحت سے خاموش ہے اور ایک بیان یہ بھی ہے کہ مولانا تراب علی رح میر سید شریف جرجانی رح کے بالواسطہ شاگرد رشید حضرت مولانا سماء الدین دہلوی رح (م ۹۰۱ھ) کی اولاد امجاد میں سے ہیں لہ گویا کہ یہ ایک اشارہ ملا اس بیان سے کہ مفتی محمد دولت رح کے اوپر کے جد اعلیٰ ہیں مولانا سماء الدین رح ہیں، اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مولانا تراب علی رح کا پورا خاندان علمی ہی نہیں بلکہ علوم کا گہوارہ رہا ہے

لہ لہ لہ تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۲ ونزہۃ الخواطر ص ۵۰۱ ج ۷ والیضاً حدائق الحنفیہ ص ۴۸۱

چنانچہ اسی چمنستان علم و فضل میں ۱۲۳۱ھ کو سرزمین

(۲) ولادت وطفولیت اودھ کی راجدھانی میں مولانا تراب علی رح کی ولادت باسعادت ہوئی اور علوم و افکار کی تازہ بہار آئی[۱] چونکہ گھر کا معاشرہ خالص علمی تھا اور تہذیب و ثقافت اور اخلاق و شرافت کا آئینہ دار تھا اسی لئے مولانا تراب علی لکھنوی رح کی نشوونما اور تعلیم و تربیت بھی اسی آئینے میں دینی انداز پر ہوئی جس کی بنا پر آپ شائستگی اور سنجیدگی کا نمونہ بنے اور علم دین کی تحصیل میں ہمہ تن

(۳) تعلیم وتربیت مصروف ہوگئے اور وقت کے مشاہیر و باکمال اساتذہ سے استفادہ فرمایا جو علمی دنیا میں اپنا ایک بلند مقام رکھتے تھے اور آسمان تعلیم و تربیت کے درخشندہ ستارے تھے جن کا عکس پڑتے ہی تلامذہ بھی کوکب تاباں بن جاتے تھے کہ ان کی ضیاء بار کرنوں سے ایک عالم جگمگا اٹھتا تھا، جیسے مولانا مخدوم لکھنوی رح (م ۱۲۲۹ھ) سے مولانا تراب علی رح نے عربی کی ابتدائی کتب پڑھیں اور دیگر فنون لطیفہ مثلاً ادب علم کلام و منطق وغیرہ کو مولانا شیخ مظہر علی تاجر لکھنوی رح (م ۔۔۔ھ) سے سیکھ کر بقیہ علوم کی تکمیل مفتی محمد اسماعیل لندنی ثم مراد آبادی (م ۱۲۵۳ھ) اور مفتی محمد ظہور اللہ انصاری فرنگی محلی رح (م ۱۲۵۶ھ) سے فرمائی[۲] فراغت کے

(۴) زیارت حرمین شریفین بعد مولانا تراب علی لکھنوی رح نے ۱۲۵۹ھ میں حجاز مقدس کا سفر فرمایا اور دولت حج سے مالامال ہوئے اور مکۃ المکرمہ کے ممتاز عالم دین و مایۂ ناز محدث اور فقیہ و مفتی علامہ عبداللہ سراج المکی رح سے درس حدیث لیا اور سند حدیث حاصل کیا، رح اللہ تعالیٰ نے مولانا لکھنوی رح کو

(۵) درس وافادہ اس سفر میں کامیاب و فائز المرام فرمایا کہ آپ نے بہاروں کی جنت مکہ و مدینہ سے مشام جاں شاد کو معطر فرما کر علم حدیث کی نعمت عظمیٰ لے کر ہندوستان مراجعت فرمائی جس کی بناء پر مولانا تراب علی رح کے کمالات میں چار چاند لگ چکے تھے، چنانچہ ہندوستان آنے کے بعد مسند تدریس کی زینت بنے اور درس وافادہ میں معروف ہوگئے[۳] مولانا تراب علی لکھنوی رح کا تذکرہ کرتے ہوئے

حاشیہ[۱] صفحہ ۱۵

تذکرہ علمائے ہند ص۔ [۲] نزہۃ الخواطر ص ۵۰۱ ج ۷ ۔ [۳] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۷۔

مولوی رحمان علی نے لکھا ہے کہ " طلباء کے درس و افادہ میں عمر بسر کی" [1] اور علامہ عبدالحیٔ حسنی رح رقمطراز ہیں کہ:۔

اقبل الی الدرس والافادۃ	مولانا تراب علی رح سارے کاموں سے یکسو
اقبالا کلیا [2]	ہوکر درس وافادہ کی طرف متوجہ ہوگئے،

گویا کہ درس و تدریس و تعلیم اور اشاعت علم دین میں ہمہ تن منہمک ہوگئے اور اس راہ میں ایسی جدوجہد فرمائی کہ مولانا تراب علی لکھنوی رح کے فضل وکمال اور علمی اشتغال و تحقیق و تدقیق و مطالعۂ عمیق کا اہل علم کو اعتراف کرنا پڑا اور آج بھی تذکرہ نگاروں نے جن شاندار الفاظ میں آپ کو خراج تحسین پیش کی ہے وہ سوانح حیات کا زریں عنوان ہیں جیسا کہ ایک محقق تذکرہ نگار نے لکھا ہے:۔

مولوی تراب علی لکھنوی رح یگانۂ روزگار، فاضل نامدار جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول تھے [3]

اور مولوی رحمان علی نے لکھا ہے کہ " مولوی تراب علی لکھنوی رح اپنے ہم عصروں میں ممتاز ہوئے" [3]

اور علامہ حسنی رح کا ارشاد ہے کہ:۔

کان من العلماء المبرزین	مولانا تراب علی رح ان علمائے کرام میں سے تھے
فی المعقول والمنقول [4]	جو علوم عقلیہ ونقلیہ میں کامل دستگاہ

رکھتے تھے، یعنی ان تینوں تاریخی شواہد سے قدر مشترک کے طور پر آپ کا کمال ثابت ہو کر رہا، ازیں علاوہ کسی مصنف کی تصنیفات اور کسی استاذ کے تلامذہ اس کے علوم و افکار و خیالات و نظریات و کمالات کے آئینہ دار ہوسکتے ہیں تو مولانا الحاج تراب علی لکھنوی رح بھی بایں حیثیت اپنے تمام اقران میں ممتاز ہیں اور اپنے کارناموں سے بلند مقام کے مالک ہیں ۔

---

[1] نزہۃ الخواطر ص ۱۰۵ ج ۷۔ [2] حدائق الحنفیہ ص ۴۸۱ [3] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۷۔

[4] نزہۃ الخواطر ص ۱۰۵ ج

حضرت مولانا رحمہ نے کن کن مدارس میں اور کہاں کہاں تدریسی خدمات انجام دی ہیں تذکرہ نگار حضرات اس کی تفصیل نہیں پیش کر سکے ہیں مگر تلامذہ کی طویل فہرست کے ذیل میں اس کا اشارہ ملتا ہے کہ مولانا تراب علی رحمہ نے اول اول "لکھنؤ کی سرزمین" میں منصب تدریس کو سنبھالا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ سندیلہ تشریف لے گئے، مولانا حافظ محمد شوکت علی صدیقی رحمہ جو مولانا تراب علی لکھنوی رحمہ کے تلمیذ رشید ہیں اُن کے تذکرہ میں جناب مولانا رحمان علی صاحب نے لکھا ہے کہ :-

جب مولانا حافظ محمد شوکت علی صدیقی سندیلوی کی عمر چار سال ۴ ماہ ۴ دن کی ہوئی تو جیسا کہ ہندو پاک کے مسلمانوں کا دستور ہے رسم تسمیہ خوانی ہوئی، قرآن مجید سید فتح اللہ سندیلوی رحمہ اور حافظ محمد ابراہیم خیرآبادی رحمہ سے حفظ کیا اور چار سال میں فارغ ہوگئے، مولوی سید فقیہہ اللہ سندیلوی رحمہ اور ملا اسرار علی بخاری قدری رحمہ کی خدمت میں استفادہ کیا اس کے بعد آپ کے والد ماجد چودھری مسند علی نے مولوی تراب علی بن شجاعت علی لکھنوی رحمہ کو جو مشہور فاضل تھے مولوی شوکت علی کی تعلیم کے لئے ملازم رکھا پچاس روپیہ ماہانہ تنخواہ اس کے علاوہ خوراک و پوشاک اور چند طلبہ کا خرچ طے ہوا، تھوڑے ہی عرصہ میں مولوی تراب علی رحمہ کی خدمات میں کتب درسیہ سے فراغت حاصل کرلی، لیکن اُن کے والد چودھری مسند علی فراغ علم سے پہلے ہی راہی ملک بقا ہوئے اُن کے چچا چودھری حشمت علی اور چودھری عظمت علی موجود تھے اُنھوں نے تقریب فراغ میں قریب پندرہ ہزار روپیہ صرف کیا اس تقریب میں بہت سے علماء و صلحاء، طلباء، حفاظ، اطباء، اور حجاج و مشائخ بلائے گئے تو مولانا محمد شوکت علی صدیقی نے بعد خارجہ آیت کریمہ "علّم آدم الاسماء" کا وعظ کہا اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور حدیث انما الاعمال بالنیات پڑھی اور موجودہ علماء نے اپنے دست خاص سے اُن کے سر مبارک پر دستار فضیلت باندھی اور مولانا تراب علی رحمہ کو ایک ہزار روپیہ نقد و دو شالہ اور رومال وغیرہ مولانا شوکت علی صدیقی کے چچاؤں نے بطور تحفہ

عنایت کئے[1] اس بیان سے صاف واضح ہوتا ہے کہ مولانا تراب علی رح
نے سندیلہ میں بھی درس و تدریس کی خدمت انجام دی ہے ۔ دوسرے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولانا رح
نے کس قابلیت سے مولانا شوکت علی سندیلوی رح کی تعلیم و تربیت فرمائی کہ وہ چمنستان علم و فضل کے
چہچہاتے ہوئے ایک خوش نوا بلبل قرار پائے اور علما رومشائخ کے ہاتھوں اُن کی دستار فضیلت بندی
اس کے بعد تیسرا اشارہ یہ ملتا ہے کہ مولانا لکھنوی رح نے رسڑا ضلع بلیا میں بھی علوم و معارف کے
موتی بکھیرے ہیں تشنگان علوم کو سیراب فرمایا ہے چنانچہ ایک تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ :۔
مولانا آلہی بخش کوپاگنجی رح نے تکمیل شیخ تراب علی لکھنوی رح ..... سے
رسڑا ضلع بلیا ہی کی[2]

(۶) وصال | ان بیانات سے یہ معلومات فراہم ہوئیں کہ مولانا الحاج شیخ تراب علی لکھنوی رح نے یوپی
کے مختلف مقامات پر تدریسی خدمات کو اپنا مقصد اعظم بنائے رکھا اور اس اہم ترین ذمہ داری
کو بہت ہی ذوق و شوق سے پورا کیا اور بیشمار آپ کے تلامذہ ہوئے جنھوں نے نہ صرف ہندو پاک
بلکہ پورے برصغیر میں آپ کے نام نامی کو منور کیا ، یہاں تک کہ ضلع اعظم گڈھ کے معروف قصبہ محمد آباد
میں حضرت مولانا لکھنوی رح کا وصال ۱۱ صفر ۱۲۸۱ھ میں ہو گیا اور وہیں محمد آباد گوہنہ ہی میں تدفین عمل
آئی[3] انا للہ وانا الیہ راجعون نوراللہ مرقدہ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۔

یہ تو مولانا تراب علی رح کی زندگی کے مختصراً میں نے حالات پیش کئے ہیں اب مولانا رح کے کمالات و کارناموں
کا مسئلہ ہے جو ایک بہت ہی اہم شعبہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ انھیں زندہ کارناموں کی بناء پر حضرت
مولانا رح کی زندگانی تابناک اور نورانی ہے ، چنانچہ آپ کے کارنامے دو قسم کے ہیں ۱۔ تلامذہ ۲۔ تصنیفات
اور دونوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور میں انشاء اللہ حسب جستجو دونوں کی فہرست پیش کروں گا اور

---

[1] تذکرہ علمائے ہند اردو ص ۲۳۷ و ۲۳۸ [2] تذکرہ علمائے اعظم گڈھ ص ۶۱
[3] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۷ ـ

قارئین اس سے اندازہ بخوبی لگا سکیں گے کہ یہ دونوں مولانا تراب علی رح کے فضل وکمال کا روشن آئینہ ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ اوس نے مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے علمار کا کارواں تیار کرادیا۔ اور تصانیف کا بھی کام لیا۔ فللہ الحمد والمنۃ ۔

(۷) تلامذہ اس فہرست میں آپ دیکھیں گے کہ کیسے کیسے حضرات اور کہاں کہاں سے اس چشمۂ علم سے سیراب ہونے کے لئے کھنچے چلے آتے تھے۔

(۱) مولانا ابو الحسن نصیر آبادی رح (م ۱۲۷۲ھ) (۲) مولانا بشیر احمد نصیر آبادی رح (م ۱۲۸۰ھ) (۳) مولانا اولاد احمد سہسوانی رح (م ۱۲۸۲ھ) (۴) مولانا سراج احمد حسینی سہسوانی رح (م ۱۲۷۹ھ) (۵) مولانا امیر حسن سہسوانی رح (م ۱۲۹۱ھ)۔ (۶) مولانا محمد شوکت علی سندیلوی (م سنہ) (۷) شیخ جعفر حسنی سندیلوی رح (م ۱۲۶۶ھ) (۸) مولانا کریم الزماں سندیلوی رح (م ۱۲۹۷ھ) (۹) مولانا عبد القادر سندیلوی رح (م ۱۲۷۲ھ) (۱۰) سید جعفر علی بلند شہری (م ۱۳۰۰ھ)۔ (۱۱) مرزا رحیم اللہ حنفی رائے بریلوی (م ۱۲۸۳ھ) (۱۲) حکیم ابراہیم حنفی لکھنوی رح (م ۱۳۰۳ھ) (۱۳) سید کریم بخش امروہوی رح (م سنہ) (۱۴) شیخ بشیر علی امروہوی رح (م سنہ) (۱۵) مولانا سید کمال الدین موہانی رح (م ۱۲۹۵ھ) (۱۶) مولانا الٰہی بخش کوپا گنجی رح (م ۱۳۱۹ھ) (۱۷) سید غنی تقی زید پوری (م ۱۲۸۵ھ) (۱۸) شیخ معین الدین کروی رح (م سنہ) (۱۹) قاضی انوار علی مراد آبادی (م سنہ) ۱؎ حضرت مولانا

(۸) قلمی کارنامے تراب علی رح کے قلمی کارناموں میں تصانیف بھی ہیں اور حواشی بھی، تعلیقات بھی ہیں اور شروحات بھی، چنانچہ ذیل کی فہرست سے یہ حقائق خود بخود عیاں ہو جائیں گے،

(۱) شمس الضحیٰ لازالۃ الداجی:۔ فن منطق کی کتاب "کبریٰ فارسی" کے حاشیہ ۲ اور ص ۵ میں مذکورہ کتاب میں سے کچھ اقوال توضیحاً نقل کر کے حاشیہ نگار نے بایں الفاظ اختتام کیا ہے کہ:۔

۱؎ نزہۃ الخواطر ص ۱۰۵ و ۳۶۵، ۱۲، ۶، ۹۰، ۱۰۰، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۷۵، ۳۹۷، تذکرہ علمائے ہند ص ۲۳۷، ۳۱۶، ۱۵

هذا ما افاده الاستاد المحقق والنحریر المدقق الحاج المولوی تراب علی طاب اللہ ثراه فی شمس الضحی لازالة الدجی، (۲) الفرائض الغالبه (۳) العشرة الکاملة (۴) مصفاة الاذهان فی تحقیق السبحان (۵) منهیة مصفاة الاذهان (۶) التحقیقات البدیعة الشوکیة فی توجیهات المعوات السعدیة (۷) التحقیقات الزکیة فی التوجیهات السعدیة (۸) السمالة الد قیقیه (۹) التحقیقات الکمالیه فی ابطال اتحادولت الکلامیة (۱۰) الحجالة البکیه (۱۱) لجنة الروایات فی اجوبة الواقعات (ناتمام) (۱۲) حاشیہ شرح ملاجامی (ناتمام) (۱۳) الهلالین علی الجلالین (ناتمام) ایک معروف تذکرہ نگار نے لکھا ہے کہ :- مولانا تراب علی لکھنوی رح کے تصانیف وحواشی میں جلالین شریف کے حاشیہ "ہلالین" کو زیادہ شہرت حاصل ہے، مگر افسوس کہ یہ حاشیہ ناتمام ہی رہ گیا ہے، اگر مکمل ہوتا تو ایک نرالا کارنامہ ہوتا۔ (۱۴) شرح فارسی قصیدہ بردہ (۱۵) شرح فارسی قصیدہ ہمزانی (۱۶) تحصیل الجزء بآداب العمرہ (۱۷) شرح فارسی تحصیل الجزء (۱۸) مسالک السداد فی مسائل الافراد (۱۹) ہدایۃ الانام فی آداب الاحرام (۲۰) تحصیل تمتع بآداب التمتع (۲۱) الفوز المبین بآداب البلد الامین (اردو ناتمام) (۲۲) سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح (۲۳) التعلیق المرضی علی شرح القاضی (۲۴) شرح الشرح علی القاضی (۲۵) التعلیق الاحسن علی شرح ملا حسن (۲۶) حاشیہ علی شرح سلم لمولوی حمداللہ سندیلوی (۲۷) حاشیہ صدرا (۲۸) شوکۃ الحواشی لازالۃ الغواشی (۲۹) حاشیہ علی حاشیہ غلام یحیٰی بہاری (۳۰) حاشیہ علی شرح ہدایۃ الحکمۃ للتبریزی (۳۱) ازالۃ الفضل عن اشعار المطول (۳۲) الترشیح المجلی فی مسائل المرور امام المصلی (۳۳) القول الصواب فی مسائل الخضاب (۳۴) شرح شمس بازغہ (ناتمام) (۳۵) التکملۃ العلی للوار الہدیٰ (۳۶) فوائد القرب فی آداب الاکل والشرب (۳۷) قرۃ العینین فی ابطال مسح الرجلین (۳۸) رسالہ معراجیہ (۳۹) رسالہ در فضائل حضرت صدیق رض (۴۰) رسالہ در فضائل حضرت عثمان غنی رض (۴۱) سواء الطریق لابطال اقوال الزندیق، مولوی رحمان علی لکھتے ہیں کہ :-

اُن (مولوی عبدالحق بنارسی (م ۱۲۸۶ھ) کی تصنیفات میں الدر الفرید فی المنع عن التقلید مشہور ہے، مولوی تراب علی لکھنوی رح کی تصنیف سواء الطریق جو اُن کے

تلمیذ رشید) مولوی عبدالقادر سندیلوی کے نام سے ہے دہ الذ ر الفرید ی کے رَد میں ہے[1]

(۴۲) درک المآرب فی آداب الحمی والشوارب (۴۳) ہدایۃ النجدین الیٰ مسائل العیدین[2] (۴۴) استفتائے سجدۂ تعبدی و تعظیمی کا مدلل جواب، آخیر کی تینوں کتابیں جامعہ مطلع العلوم کے کتب خانہ میں موجود ہیں۔ تذکرہ نگار نے خود اس کا مطالعہ کیا ہے تینوں کا سائز ۲۲×۲۸ ہے اور مطبع علی بخش خاں میں حاجی عبدالرحمٰن خاں کے حکم سے طباعت ہوئی، درک المآرب ۱۲۶۴ھ کی اور ہدایۃ النجدین ۱۲۶۵ھ کی اور جواب استفتاء ۱۲۶۱ھ کا لکھا ہوا صاف معلوم ہوتا ہے، ۴۲ کے صفحات ۱۲ اور ۴۳ کے ۳۲ اور ۴۴ کے صرف ۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اور آخر میں مولانا تراب علی رہ کی دستخط ہے۔

---

[1] و [2] تذکرہ علمائے ہند ص ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۲۷۹ - نزہۃ الخواطر ۱۰۵ ج ۷، ظفر المحصلین ص ۲۹۲، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۴۳ - ۳۴۵ -

---

اشتہار

بہترین تحفہ
قرآن شریف

قرآن شریف معریٰ نورانی سائز $\frac{30 \times 22}{8}$ بڑے خوبصورت جلی حروف والا مجلد ریگزین۔ عمدہ طباعت اور گلیزڈ کاغذ پر اتنے سستے ہدیہ پر پہلی بار مارکیٹ میں لایا گیا ہے

ہدیہ عام: بارہ روپے ہدیہ تاجرانہ: دس روپے

فوراً اس پتے پر آرڈر بھیجیے۔ (عمیدالرحمٰن عثمانی)

جنرل مینجر مکتبہ "برہان" و "ندوۃ المصنفین" اردو بازار دہلی